Truth in Love
گاڈز کنگڈم منسٹریز
بیابان کا مقصد
مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز
مترجم
ڈاکٹر فیاض انور

بیابان کا مقصد

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض انور

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

انتساب

کلیسیائے پاکستان کے دوجیّد عالموں ڈاکٹر آرتھر جیمس اورڈاکٹر اسلم ضیائی کے نام

مترجم

فہرست مضامین

صفحہ

باب ۱

تعارف

اِس سے پہلے کہ داؤد اسرائیل پر حکمرانی کرتا، خُدا نے بیابان میں کئی سال تک اُس کی تربیت کی۔ ساؤل بادشاہ کے داؤد کے ساتھ تلخ روّیہ کے بغیر داؤد کبھی بھی غالب آنے والا نہیں بن سکتا تھا، اور ساؤل داؤد کی پیدایش سے پہلے دس برس اسرائیل پر حکمران رہا۔ ساؤل کو گیہوں کی کٹائی کے دن بادشاہ بنایا گیا (۱۔سموئیل۱۲: ۱۷)۔ جسے بعد میں ''پنتیکست'' کے نام سے جانا گیا۔ یہ وہ دن تھا جس دن کاہن خُدا کے حضور ہلانے کی قربانی کے لیے پولا پیش کرتا تھا، یہ گیہوں کی کٹائی کے آغاز کا اشارہ ہوتا تھا (احبار۲۳: ۱۵۔۱۷)۔

ہم نے اپنی کتاب The Wheat and Asses of Pentecost میں ظاہر کیا کہ ساؤل پنتیکست کے تحت کلیسیا کا ایک نمونہ ہے، جب کہ داؤد خیام کے مسیح کے تحت کلیسیا کا ایک نمونہ ہے۔اب ہم یہ نتیجہ اَخذ کر چکے ہیں کہ دورِ خمسین، اعمال۲ باب میں شروع ہوا۔ساؤل بادشاہ نے چالیس برس تک اسرائیل پر حکومت کی۔ یہ چالیس برس یسوع کی خدمت (۳۰۔۳۳ عیسوی) سے لے کر رومی جنگ تک تھے، جب پہلی بار ستر عیسوی میں یروشلیم کو تباہ کیا گیا، اور اُن برسوں کا اختتام ۷۳ عیسوی میں مسادا (Masada) پر قبضہ سے ہوا۔

وسیع تناظر میں یہ یسوع کی خدمت سے ۳۱۰ عیسوی میں بت پرست رومی سلطنت کے زوال تک ۴۰ ہفتوں کے سال ۷x۴۰ سال تھے۔اِن سالوں کے چالیس ہفتے ۲۸۰ سال کے برابر ہیں۔ یسوع نے اپنی خدمت تیس (۳۰) عیسوی میں یوحنا کے قید کیے جانے کے بعد شروع کی۔ بعد میں چالیس ''ہفتے'' ۳۱۰ عیسوی میں تھے جب قسطنطین (Constantine) نے رومی سلطنت کو فتح کیا۔ یسوع کو ۳۳ عیسوی میں مصلوب کیا گیا اور پنتیکست کا دن تقریباً سات ہفتے بعد آیا۔ چالیس ہفتے (۲۸۰ سال) بعد میں ہمیں قسطنطین (Constantine) کے Edict of Milan تک لے آتے ہیں جس نے باضابطہ طور پر مسیحیوں پر ہونے والی ایذ رسانی کا خاتمہ کر دیا۔

گنتی کے وسیع تناظر میں اعمال ۲ باب کے واقعات سے ۱۹۹۳ء تک چالیس یو بلیاں ہو چکی ہیں۔ یہ انچاس سالوں کے چالیس ادوار ہیں جس کے دوران پنتیکست کا زمانہ مکمل ہو رہا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں کلیسیا نے اپنے خمسین کے مسح سے بہ طور ساؤل بادشاہ حکومت کی۔

اب رُوح القدس کے عیدِ خیام کے مکمل اور عظیم مسح سے نئی جستجو کا وقت ہے۔ آنے والے زمانہ میں حکمرانی کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کی شناخت ساؤل بادشاہ کی بجائے داؤد بادشاہ کے ساتھ کی جائے گی۔ وہ محض مسیحی نہیں ہیں بلکہ غالب آنے والے ہیں۔ ساؤل کی مانند بہت سے لوگ غالب آنے سے ڈرتے ہیں اور اپنی جان بچانے کے لیے کلیسیائی تنظیم سے باہر بیابان میں بھاگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور فرقوں کو غالب آنے والوں کی مدد کے لیے بلایا گیا ہے، تا کہ وہ خُدا کی آواز سننے اور اُس پر مکمل اعتقاد کرنا سیکھیں۔ کلیسیا میں ساؤل کی ایک مقدس بلاہٹ ہے اور بیابان میں داؤد کی تربیت اُن کو ایک بہت بڑے قرض کی مقروض کر دیتی ہے۔

ساؤل کو ایک ہفتہ کے اعلان کے بعد بادشاہ بنا دیا گیا (ا۔سموئیل ۱۰:۸)۔ ساؤل کی تربیت خُدا کی طرف سے نہ ہوئی کیوں کہ وہ یہوداہ کی بجائے بنیمین کے قبیلہ سے تھا۔ حکومت کا عصا یہوداہ کو دیا گیا نہ کہ بنیمین کو (پیدایش ۴۹:۱۰؛ ا۔تواریخ ۵:۲)۔ یہ خُدا کی مرضی تھی کہ وہ ساؤل کو بادشاہ بنائے اور اُس کی سلطنت کو ہمیشہ قائم رکھے (ا۔سموئیل ۱۳:۱۳)۔ لیکن یہ خُدا کا حتمی ارادہ تھا کہ آخر کار ساؤل ناکام ہو جائے، کیوں کہ پہلے ہی کہا جا چکا تھا کہ حقیقی بادشاہ یہوداہ سے آئے گا۔

اِس کے باوجود کلیسیا نے پنتیکست کے تحت پچھلے دو ہزار سالوں سے یسوع کے شاگردوں کی وساطت سے جن کا تعلق گلیل سے تھا اُسے شروع کیا۔ اور کئی ہزار سال پہلے بنیمین کا قبیلہ یروشلیم کے شمالی قصبوں میں آباد تھا (نحمیاہ ۱۱:۳۱۔۳۶)، جب کہ یہوداہ کا قبیلہ یروشلیم کے جنوبی قصبوں میں آباد تھا (نحمیاہ ۱۱:۲۵۔۳۰)۔ یسوع کی پیدایش کے وقت گلیل میں زیادہ بنیمینی لوگ رہتے تھے، جب کہ یہوداہ کا قبیلہ یہودیہ میں بسا ہوا تھا۔ جب یسوع نے گلیل سے اپنے شاگردوں کا انتخاب کیا تو وہ بنیمینی لوگوں کو چن رہا تھا، کیوں کہ دورِ خمسین جلد آنے والا تھا۔ یہاں تک کہ پولس (ساؤل) بھی بنیمینی تھا (فلپیوں ۳:۵)۔ پنتیکست وہ دن تھا جس دن ساؤل کے نئے گروہ کو بادشاہ کا تاج پہنایا گیا۔

اگر چہ پولس اپنی بادشاہی کے پہلے اور دُوسرے سال ایک راست بادشاہ رہا، اُسی طرح ابتدائی کلیسیا

نے بھی پہلی صدی یعنی پہلے یوبلی کے دور میں نہایت بہتر طور پر حکومت کی۔ اُنھوں نے لوگوں کو محبت اور رُوح کی قدرت سے جیتا۔ طاقت ور دشمنوں کو زبان سے مغلوب کر لیا گیا، جو دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور رُوح اور بند بند اور گودے کو جدا کر کے گذر جاتی ہے اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتی ہے (عبرانیوں ۴:۱۲)۔ اُنھیں جسمانی بازوؤں کی طاقت کی ضرورت نہیں تھی، کیوں کہ اُن کے پاس ایک بہتر اور زیادہ طاقت ور فتح کرنے والی تلوار تھی۔ کسی قسم کی ایذا رسانی کلیسیا کو مغلوب نہیں کر سکتی، حالاں کہ بہت سے لوگوں کو پہلے یہودیوں اور پھر رومی اور یونانی لوگوں نے شہید کیا۔

تاہم جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ساؤل جیسا رویہ رکھنے والی کلیسیا نے خُدا کی نافرمانی کی اور توبہ کرنے سے انکار کر دیا، بالکل جیسے ساؤل نے اپنی حکومت کے دُوسرے سال میں کیا (۱۔سموئیل ۱۳:۱)۔ آخر کار خُدا نے ساؤل کو چھوڑ دیا اور سموئیل سے کہا کہ وہ ایک نئے بادشاہ یعنی داؤد کو مسح کرے۔ اِسی طرح جب کلیسیا مذہبی بن گئی اور اپنی پہلی سی محبت کو چھوڑ دیا تو خُدا نے اُسے چھوڑ دیا اور ایمان داروں کے نئے بدن کو مستقبل میں زمین پر بادشاہ ہونے کے لیے بلا لیا۔ یہ داؤد کے گروہ سے غالب آنے والے لوگ تھے۔

اگلی صدیوں میں خُدا نے ساؤل جیسا رویہ رکھنے والی کلیسیا کے ہاتھوں ایذا رسانی کے ذریعے لوگوں کے اِس بدن کی تربیت کی۔ اگرچہ بہت سے لوگ اپنے ایمان کی وجہ سے شہید ہو گئے، لیکن وہ پہلی قیامت میں دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، کیوں کہ وہ عیدِ خیام کی تکمیل کے تجربہ کو دیکھنے کے لیے زمین پر زندہ ہوں گے۔ وہ آنے والے زمانے یعنی عیدِ خیام میں حکمرانی کریں گے۔

کچھ لوگ اِسے ہزار سالہ بادشاہی کہتے ہیں، جب کہ دُوسرے اِسے مسیحی دَور یا بادشاہی کا زمانہ کہتے ہیں۔ اِس کے لیے کوئی بھی اِصطلاح استعمال کی جائے، یہ وہ زمانہ ہو گا جہاں غالب آنے والا داؤد کا گروہ عیدِ خیام کے مسح کے ذریعے زمین پر بادشاہی لائے گا۔ بہ طور مسیح کا بدن یہ اُن کی بلاہٹ ہے کہ وہ آسمان کو زمین پر لائیں۔ اور زمین کے باقی لوگوں پر مسیح کو ظاہر کریں، تاکہ خُداوند کا جلال اِس طرح زمین کو ڈھانپ لے جس طرح پانی سمندر کو ڈھانپ لیتا ہے (حبقوق ۲:۱۴)۔ جو پنتیکست مکمل نہ کر سکا کیوں کہ وہ خمیر (احبار ۲۳:۷) کی وجہ سے کم زور تھا، اُسے عیدِ خیام مکمل کرے گی اور زمین کو اُس کے جلال سے معمور کر دے گی۔ نبی ہمیں بتاتا ہے کہ پھر خُدا کی بادشاہی بڑی قدرت سے بڑھے گی یہاں تک کہ وہ پوری زمین پر پھیل نہ جائے (دانی ایل ۲:۳۵)۔

پھر خاتمہ ہوگا اور خُدا چھوٹے بڑے سب مُردوں کو زندہ کرے گا اور اُن کو سفید تخت کے سامنے لائے گا (مکاشفہ ۲۰: ۱۱۔۱۵)۔ایسا لگتا ہے کہ عیدِ خیام کا زمانہ ہزار سال تک رہے گا (مکاشفہ ۲۰: ۵۔۷)۔ یہ موسیٰ کے خیمہِ اجتماع کی نبوتی پیمایش کے مطابق ہے جہاں پاک مقام ۲۰x۱۰x۱۰، یا ۲۰۰۰ ہاتھ تھا۔ یہ موجودہ دورِ خمسین کی نمائندگی کرتا ہے ، جو تقریباً ۲۰۰۰ سال کا عرصہ ہے۔ دُوسری طرف پاک ترین مقام کی پیمایش ۱۰x۱۰x۱۰ یا ۱۰۰۰ ہاتھ تھی۔ یہ عیدِ خیام کے دور کے سالوں کی نمائندگی کرتی ہے۔

باب ۲

داؤد کی بیابانی تربیت

داؤد کو پختگی کے معیار تک پہنچنے کے لیے بیابان اور غاروں میں رہنا پڑا۔لوگوں پر انصاف اور راست بازی کے ساتھ حکمرانی کرنے کے قابل ہونے کے لیے اُسے مسیح جیسے کردار کی ضرورت تھی۔ جو لوگ بہ طور غالب آنے والے اُس کے نقش قدم پر چلتے ہیں اگر اُن کو دُنیا میں سے کچھ دیر کے لیے الگ کر دیا جائے تو اُنھیں بالکل حیران نہیں ہونا چاہیے۔ اِسے خُدا کی برکت اور شاید ایک اعلیٰ بلاہٹ کے اشارہ کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

تاہم دُنیا میں سے الگ کیے جانے والے تمام لوگ غالب آنے والے نہیں ہیں۔صرف وہی لوگ غالب آنے والے ہیں جو داؤد کے سبق کو سیکھتے ہیں۔اور جو خُدا کے ساتھ ایک رشتے میں پیوست ہوتے ہیں، اور یہ خُدا کے بیٹوں کے ظہور کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو داؤد کے گروہ سے ہیں۔

داؤد ہمیشہ کے لیے بیابان میں نہ رہا۔ایک وقت پر اُسے اسرائیل کا بادشاہ بننے کے لیے واپس آنا پڑا۔ وہ صرف تربیت کے لیے بیابان میں بھیجا گیا۔اُس کی تربیت کچھ عرصہ پر مشتمل تھی۔اُس کی حقیقی خدمت اسرائیل میں واپسی تھی۔داؤد کی میراث، اُس کی خدمت اور اُس کی بلاہٹ بیابان کے غاروں کے لیے نہیں، بلکہ اسرائیل کے لیے تھی۔اُسی طرح موسیٰ کے ماتحت اسرائیل کو ہمیشہ کے لیے بیابان میں رہنے کے لیے نہیں بلایا تھا۔اُن کی میراث کنعان تھی نہ کہ بیابان۔ بیابان صرف وعدہ کی سرزمین کے لیے ایک تربیت گاہ تھی۔ بیابان کا مقصد مختاری کی طرف واپس آنا ہے۔ بیابان اپنے آپ میں انتہا نہیں ہے۔ یہ حتمی مقصد نہیں، بلکہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں خُدا غالب آنے والوں کو سکھاتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق، اُن کا محافظ، اُن کی پناہ گاہ اور اُن کی طاقت ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں غالب آنے والے سیکھتے ہیں کہ اُن کی زندگیاں خُدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہ مکمل طور پر اُس کے اختیار میں ہیں۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہیں تو وہ زندہ

رہیں گے اور اگر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مر جائیں تو وہ مر جائیں گے۔ غالب آنے والے موت اور حالات کے ڈر سے بے نیاز ہو جاتے ہیں کیوں کہ وہ سب چیزوں میں خُدا کا ہاتھ دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ خُدا کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن چیزوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا جن کی خُدا نے اجازت دی یا اُس نے راہنمائی کی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر غالب آنے والے سیکھتے ہیں کہ سب چیزیں اُن کے لیے بھلائی پیدا کرتی ہیں (رومیوں ۸:۲۸)۔ وہ اِس بات کو سیکھ سکتے ہیں کہ جینا اُن کے لیے مسیح اور مرنا نفع ہے (فلپیوں ۱:۲۱)۔

بیابان آپ کو مشکلات کے درمیان خُدا کے ساتھ تنہا کر دیتا ہے۔ بیابان وہ جگہ ہے جہاں آپ سیکھتے ہیں کہ وہ مشکلات اور ناممکن حالات میں بھی آپ کے ساتھ ہے اور آپ کو مہیا کرتا ہے، تا کہ وہ آپ کو دکھا سکے کہ یہ ممکن اور آسان ہے۔ ایک بار جب ہم اپنے آپ پر قابو پا لیتے ہیں تو ہم اُس میں زندگی گزارنا سیکھ لیتے ہیں۔

باب ۳

تجربہ سے جاننا

مجھے اپنی زندگی میں بہت سے ناممکن حالات کا سامنا کرنا پڑا، خاص طور پر اُن حالات کے متعلق جن میں خُدا نے مداخلت کی۔ برسوں پہلے خُدا نے اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر کیا اور میں نے اِس بات کو جانا کہ اگر مجھے صحارا(Sahara) کے صحرا میں بھی چھوڑ دیا جائے گا تو خُدا مجھے وہاں پر بھی سب کچھ مہیا کرے گا، کیوں کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتا ہے۔اور وہ آخری لمحات میں بھی غیر معمولی طریقہ سے آ سکتا ہے۔ جب سب کچھ ناممکن نظر آتا ہے تو خُدا اُسے ممکن کر دیتا ہے۔

جب آپ کو اِس طرح کے تجربات ہوں گے تو آپ اِس بات کو جانیں گے کہ وہ مہیا کرتا ہے۔ہم اِسے اعلیٰ دُنیوی تعلیم حاصل کرنے سے نہیں جان سکتے۔ یہ تجربہ سے ہی جانا جا سکتا ہے۔ ہر ایک کو تجربہ سے ہی اِس نتیجہ پر پہنچنے کی ضرورت ہے، نہ کہ صرف اِس بارے میں جاننے سے کہ کلامِ مقدس دُوسرے راست بازوں کے بارے میں کیا بتاتا ہے۔

اکثر اپنی زندگی کے مسیحی تجربہ میں ہم دُوسرے مردِ خُداؤں کے بارے میں بات کرتے ہیں،لیکن یہ ہمارے لیے بالکل غیر موثر ہوتا ہے۔ہم محسوس کرتے ہیں کہ خُدا یہ چیزیں صرف بائبل کے مقدس لوگوں کے ساتھ ہی کرتا ہے نہ کہ ہمارے جیسے عام آدمیوں کے ساتھ۔لیکن اِس بات کو یاد رکھیں ! کہ وہ لوگ بھی ہماری طرح عام آدمی تھے۔آج ہم اُن کو مقدسین کہتے ہیں،لیکن اُن کو حاصل ہونے والی تمام بزرگی، خُدا کی تربیت کی وجہ سے تھی۔ہمیں اُن کو بالکل ویسا ہی دیکھنا چاہیے جیسے ہم ہیں۔وہ اپنے بچپن میں ہمارے جیسے عام اِنسان تھے۔ہمیں اُن کو اپنے معیار پر لانے کی ضرورت ہے۔ایسا کرنے سے ہم اُن کی عزت میں کسی قسم کی کمی نہیں لاتے بلکہ ایسا کرنے سے کلامِ مقدس ہمارے لیے قابلِ رسائی بن جاتا ہے۔

یاد رکھیں، ''ایلیاہ ہمارا ہم طبیعت انسان تھا'' (یعقوب ۵:۱۷)،ساؤل بھی ہماری طرح کا تھا۔موسیٰ بھی ہمارے جیسا تھا۔ یہ تمام لوگ بہت سے پہلوؤں میں بالکل ہمارے جیسے تھے، اور اُن کی مثالیں ہماری

سکھلائی کے لیے لکھی گئیں ۔ ہم اُسی طرح کی تربیت سے گزرتے ہیں جیسی تربیت بائبل مقدس میں اِن شخصیات کی ہوئی۔

پس ہم مشکلات کے درمیان اُس کی مدد اور اُس کے مہیا کرنے کی قدرت کے بارے میں سیکھتے ہیں۔ ملامت کے درمیان ہم رحم اور محبت کے بارے میں سیکھتے ہیں۔ غلامی اور قید کے درمیان ہم کلی معافی کی یوبلی کے بارے میں سیکھتے ہیں۔ پھر کسی مخصوص وقت پر خُدا ہمیں بیابان سے نکال کر واپس دُنیا میں لاتا ہے کہ ہم اُن کی خدمت کریں جو ابھی تک دل کی بت پرستی کے اپنے سنہری بچھڑے سے چمٹے ہوئے ہیں۔

لٰہذا، اگر آپ کو خیمہ گاہ سے باہر لے جایا گیا ہے تو بالکل حیران نہ ہوں کیوں کہ ایک دن خُدا آپ کو واپس لائے گا۔ آپ کو ایک دن واپس جانا ہے تاکہ آپ اُن کی مدد کرسکیں اور جب خُدا موقع دے تو سچائی کو محبت سے بیان کرسکیں۔

اگر آپ ابھی تک اپنے آپ کو باہر محسوس کرتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ ابھی تک اُس کلام کو سننے کے لیے تیار نہ ہوں جسے سنانے کے لیے آپ کو بلایا گیا ہے۔ شاید یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ابھی تک اُن کی خدمت کرنے کے لیے پوری طرح سے لیس نہ ہوئے ہوں۔ کلیسیا کو اُس کی ناپختگی اور اندھے پن کی وجہ سے موردِ الزام ٹھہرانا بہت آسان ہے۔ خُدا کی طرف سے ظاہر کی گئی عقائدی سچائیوں کو نہ دیکھنے پر اُن کی مذمت کرنا بھی بہت آسان ہے۔ لیکن ہمیں لازمی اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ کلیسیا کے فرقہ وارانہ نظام میں مسیحی بالکل اُسی جگہ پر ہیں جہاں خُدا نے اُنھیں رکھا ہے۔ اگر وہ وہاں نہ رہتے تو آپ خدمت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ اُس سچائی کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہوتے جو آپ اُن کو سنانا چاہتے ہیں تو وہ کبھی بھی آپ کی سکھائی ہوئی ہر بات کو پرکھ نہیں سکتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جتنی آپ کو اُن کی ضرورت ہے اتنی ہی اُنھیں آپ کی ضرورت ہے۔ اُنھیں اُس کلام کی ضرورت ہے جو آپ کے پاس اُن کے لیے ہے، اور آپ کو اُن کی بہ طور ایک پیمائشی آلہ ضرورت ہے، تاکہ آپ اِس بات کو جان سکیں کہ کیا آپ نے واقعی سچائی کو محبت سے بتانا سیکھ لیا ہے۔ اِس بات کے امکانات موجود ہیں کہ وہ اُس سچائی کو سننے کے قابل نہ ہوں جو آپ کے پاس اُن کے لیے ہے جب تک کہ رُوح القدس

کی طاقت اور مسیح کی محبت اُس کو آپ میں مرغوب نہیں بنا دیتی۔ جتنا آپ مسیح کی مانند بنتے جائیں گے اتنا ہی
آپ کے اندر لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اور آخر کار یہی سب کے
لیے فائدہ مند ہے۔

باب ۴

نمونہ

اسرائیل کے بیابانی چالیس سالہ عرصہ میں وہ ہر روز خُدا سے کسی نہ کسی بات پر شکایت کرتے رہتے۔ اُنھوں نے نافرمانی کی اور خُدا کی آواز سننے سے اِنکار کر دیا۔ اُن کا پورا بیابانی عرصہ نہایت مایوس کن تھا۔ موسیٰ نے خود شکایت کی، اُس نے خُدا سے کہا، ''تب موسیٰ نے خُداوند سے کہا کہ تو نے اپنے خادم سے یہ سخت برتاؤ کیوں کیا؟ اور مجھ پر تیرے کرم کی نظر کیوں نہیں ہوئی جو تو اِن سب لوگوں کا بوجھ مجھ پر ڈالتا ہے؟ کیا یہ سب لوگ میرے پیٹ میں پڑے تھے؟'' (گنتی ۱۱:۱۱)۔ لیکن جب یہ سب کچھ ہو گیا تو موسیٰ نے اِس بات کو جانا کہ اُن کا اندھا پن اور بہرا پن اِس لیے ہے کیوں کہ خُدا نے اُنھیں دیکھنے کی آنکھیں اور سننے کے کان نہیں دیئے۔ موسیٰ نے استثنا ۲۹:۴ میں اُنھیں بتایا

''لیکن خُداوند نے تم کو آج تک نہ تو ایسا دل دیا جو سمجھے اور نہ دیکھنے کی آنکھیں اور سننے کے کان دیئے۔''

موسیٰ اِس طرح سے کبھی بھی اُس کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کر سکتا تھا، اگر اُس نے اسرائیل کو مصر سے نکالنے کے لیے چالیس سال خُدا کے بیابانی تربیتی کیمپ میں نہ گزارے ہوتے۔ یہ بیابانی تجربہ جس میں اُس نے یترو کی بھیڑوں کی گلہ بانی کی، اُس کی بیابانی تربیت تھی، اِس سے پہلے کہ اُسے کلیسیا (اسرائیل) کو واپس اِسی بیابان میں لانے کے لیے بھیجا جائے تا کہ اُن کی خُدا سے تربیت ہو۔ اور موسیٰ سے بہتر کون اُن کی راہنمائی کر سکتا تھا جو پہلے ہی یہاں رہ چکا تھا؟

موسیٰ نے اِس بیابان میں بھیڑوں کے چرواہے کے طور پر وقت گزارا، تا کہ وہ اِس بات کو سیکھے کہ کیسے نرمی سے خُدا کی بھیڑوں کی راہنمائی کی جائے۔ موسیٰ کو واپس مصر بھیج دیا گیا تا کہ وہ اِس ذمہ داری کو سرانجام دے۔ یہ ایک مشکل کام تھا، لیکن آخر کار یہی اُس کی تربیت کا مقصد تھا۔ صبر، محبت اور معافی آسانی سے ہماری ذات کا حصہ نہیں بنتی۔ موسیٰ کی طرح یسوع بھی چالیس دنوں کے لیے بیابان میں گیا اور پھر لوگوں کی خدمت

کے لیے واپس آیا۔ یہ بالکل اُسی کی طرح کا نمونہ ہے، یسوع اپنی حتمی آزمایش کے لیے بیابان میں گیا جس کا انتظام شیطان نے کیا تھا۔ وہ اُس آزمایش میں کامیاب ہوا، اور خوش خبری کے تربیت یافتہ خادم کے طور پر واپس آیا۔

یہ اُن تمام لوگوں کے لیے حتمی نمونہ ہے جن کو کچھ دیر کے لیے کلیسیا کو چھوڑنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ لیکن کلیسیا کو چھوڑنا حتمی حل نہیں ہے۔ ہمیں کلیسیا کو بیابانی تربیت کے حصول کے لیے چھوڑنا چاہیے تا کہ ہم مستقبل میں کلیسیا کی تربیت کرنے کے قابل ہو سکیں۔

غالب آنے والوں کو حکمرانی کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ بائبلی حکمران ایک منصف بھی ہوتا ہے۔ منصف ہونے کے لیے کسی کو بھی لازماً قوانین کا علم ہونا چاہیے کہ اُسے مسیح کی عقل کے مطابق کسی بھی طرح کے حالات پر کیسے لاگو کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے کسی کو بھی شریعت اور فضل، انصاف اور رحم اور محبت اور نظم وضبط میں مکمل طور پر توازن کرنا چاہیے۔ منصف وہ ہوتا ہے جس نے خُدا کی عقل کو سیکھ لیا ہے اور وہ اُس کے راستوں کو پہچان سکتا ہے۔ انصاف کرنے اور پہچاننے کے لیے نئے عہد نامہ میں ایک ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمیں بصیرت کی ضرورت ہے تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ خُدا کیا کہہ رہا ہے اور لوگوں کی خُدا کے راستوں پر وعدہ کی سرزمین میں راہنمائی کریں۔

باب ۵

ایک اور مقصد

دُنیا سے الگ ہونا اور بیابان کا تجربہ کرنا ایک اور مقصد ہے۔ یہ صرف ہماری تربیت کے لیے نہیں، بلکہ یہ ہمارے کم زور ایمان اور ضمیر کے لیے ہے۔ ہمیں خُدا کے ساتھ تنہا ہونے اور اُس کی آواز سننے کی ضرورت ہے۔ جب ہم بیابان میں جاتے ہیں تو عام طور پر ہم نہیں جانتے کہ ہمیں تربیت کی ضرورت ہے۔ اِس لیے ہم اِس تربیت پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ میں اِس بات کو اپنے ذاتی تجربہ سے جانتا ہوں۔

جب خُدا، 1981ء اور ۱۹۸۲ء میں مجھے بیابان میں لے کر آیا تو یہ حقیقت میں میرے لیے بہت بیزار کن تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں اپنے نظریات میں نہایت نفیس اور رُوحانی طور پر بالغ ہوں۔ اب جب میں اُن ایام پر غور کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا تھا، اور مجھے اس بات پر یقین نہیں ہوتا کہ میں کتنا کم علم تھا اور شاید ابھی بھی ہوں۔ آج سے دس سال بعد مجھے احساس ہوگا کہ میں آج بھی کتنا کم علم تھا۔

ہمیں بیابان میں لایا گیا، یہ ساؤل کا رویہ رکھنے والی کلیسیا میں بدعنوانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اِس لیے تھا، کیوں کہ ہمیں تربیت کی ضرورت تھی۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ خُدا ہمیں اِس لیے باہر لے کر جا رہا ہے کیوں کہ دُنیا ناپاک ہو چکی ہے اور ہمیں ناپاک چیزوں کو چھونا نہیں چاہیے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہمیں دُنیا سے بے داغ رہنے کے لیے اُس سے نکل جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے، شاید اِس میں کچھ صداقت ہو۔ تاہم اِس کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اگر ہمیں ہمارے ایمان اور ضمیر کے مضبوط ہونے سے پہلے ہی ایک عظیم منصوبہ دے دیا جائے تو شاید ہم کلیسیا کو زبردستی سچائی دکھانے کی کوشش میں فائدہ کی بجائے نقصان کر دیں۔

میں یہاں اِس کی وضاحت کرتا ہوں۔

نیا عہد نامہ ہمیں ایک کام کرنے کے لیے کہتا ہے۔ ۱۔ کرنتھیوں ۸: ۱۔۳ میں ہمیں اُس کام کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔

''اب بتوں کی قربانیوں کی بابت یہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم سب علم رکھتے ہیں۔ علم غرور پیدا کرتا ہے

لیکن محبت ترقی کا باعث ہے۔ اگر کوئی گمان کرے کہ میں کچھ جانتا ہوں تو جیسا جاننا چاہیے ویسا اب تک نہیں جانتا۔لیکن جو کوئی خُدا سے محبت رکھتا ہے اُس کو خُدا پہچانتا ہے۔''

کیا آپ علم اور محبت میں فرق کو دیکھتے ہیں؟ صرف علم کافی نہیں ہے۔ اگر ہمارے پاس صرف علم ہوگا تو ہم مغرور ہوں گے۔ ایسا نہیں کہ علم بُرا یا ناپسندیدہ ہے۔ یہ دراصل بہت اچھا ہوتا ہے۔لیکن علم محبت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ یہ علم نہیں بلکہ محبت ہے جو ترقی کرتی ہے۔ بیابانی تربیت ہمیں علم میں اتنا تربیت یافتہ نہیں کرتی جتنا یہ ہمیں الٰہی محبت میں تربیت یافتہ کرتی ہے۔

جب لوگ محبت کے بغیر سچ بولتے ہیں تو وہ نہ صرف جھنجھناتی جھانجھ ہوتے ہیں بلکہ اصل میں وہ لوگوں کے کانوں کو نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ میں نے کچھ پُرجوش لوگوں کے ذریعے یہ نقصان ہوتا دیکھا ہے جو کچھ علم رکھتے تھے، اور اِس نقصان میں مَیں نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے۔ پولس محبت کے ساتھ سچائی کے بارے میں بات کرتا ہے (افسیوں ۴:۱۵)۔ جب ہم یہ کر سکتے ہیں، تو پھر ہم خدمت کے لیے تیار ہیں، کیوں کہ پھر ہم مسیح کی عقل کو جاننا شروع کر دیتے ہیں۔ہمیں لوگوں کو بائبل کے متعلق حقائق سکھانے کی ضرورت نہیں؛ ہمیں اُن کو خُدا کی عقل دکھانے کی ضرورت ہے۔ پولس ۱۔کرنتھیوں ۸:۴۔۷ میں اِس بات کو جاری رکھتا ہے،

> ''پس بتوں کی قربانیوں کے گوشت کھانے کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ بت دُنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خُدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خُدا کہلاتے ہیں (چناں چہ بہتیرے خُدا اور بہتیرے خُداوند ہیں)۔لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خُدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اُسی کے لیے ہیں اور ایک ہی خُداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اُسی کے وسیلہ سے ہیں۔''

اصل میں پولس یہاں کیا کہہ رہا ہے؟ بتوں کی قربانی کا یہ گوشت کیا ہے؟ آئیں واپس احبار ۱۷:۷ میں جاتے ہیں اور شریعت کے اُس قانون کی بنیاد کے بارے میں جانتے ہیں جس کا ذکر پولس یہاں کر رہا ہے،

> ''اور آیندہ کبھی وہ اُن بکروں کے لیے جن کے پیرو ہو کر وہ زنا کار ٹھہرے ہیں اپنی

قربانیاں نہ گذرانیں۔ اُن کے لیے نسل درنسل یہ دائمی قانون ہوگا۔‘‘

آپ اِس کے بارے میں گنتی ۲۵:۲ میں ایک اور حوالہ دیکھ سکتے ہیں، جہاں لوگ خلافِ شرع موآبی دیوتاؤں کو چڑھائی گئی قربانیوں کو کھاتے ہیں۔

یہاں ہمیں پولس یہ سکھا رہا ہے شریعت یہ کہتی ہے کہ: بتوں کی قربانی کا گوشت نہ کھاؤ، لیکن بت کیا ہے؟ کسی بھی مضبوط ایمان کے حامل کے لیے بت کچھ بھی نہیں ہیں، لیکن وہ شخص جس کا ایمان کم زور ہے وہ اِس گوشت کو ناپاک محسوس کیے بغیر نہیں کھا سکتا۔ ایسا شخص اپنے آپ کو مجرم محسوس کرتا ہے اور اِس لیے وہ اچھے ضمیر سے یہ نہیں کرسکتا۔

رُوحانی گوشت جسمانی گوشت سے بڑھ کر ہے۔ بائبلی تعلیم اور جو کچھ بھی آپ خُدا کے کلام کے طور پر سنتے ہیں وہ رُوحانی گوشت ہے۔ لیکن اگر آپ کسی چرچ میں جاتے ہیں اور وہاں آپ اُس منادی کو سنتے ہیں جو مناد کے دل کے بتوں کو خُدا کا کلام پیش کرتی ہے تو آپ کو کیسا لگے گا؟ انسانی روایات جو خُدا کے کلام کے خلاف ہیں وہ سب ’’بتوں کی قربانیاں‘‘ ہیں۔ کیا آپ اُن روایات کو سن کر ناپاک ہوئے؟ اُن کو سننا اُن کو کھانا ہے۔ کیا اگر آپ اپنی نشست پر رہیں گے تو یہ آپ کو ناپاک کرے گا؟ کیا آپ کھڑے ہو کر اِسے سن سکتے ہیں، اِس پر غور کر سکتے، اِسے نگل سکتے اور رُوحانی طور اِس پر عمل کر سکتے ہیں؟

اگر آپ اِس سے ناپاک ہیں تو شاید آپ کو اپنے ایمان اور اپنے ضمیر کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لیے مزید بیابانی تربیت کی ضرورت ہو۔ شاید آپ ابھی تک کلیسیا میں واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیوں کہ آپ ابھی تک کم زور ہیں اور اُن ’’جھوٹے نظریات‘‘ سے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ کا ضمیر کم زور ہے تو آپ اپنے آپ کو ناپاک ہوتا محسوس کریں گے، اور شاید آپ احتجاجاً وہاں سے اُٹھ کر چلے جائیں اور کسی نہ کسی طرح سے اُن کے درمیان خلل ڈالنے کی کوشش کریں۔ شاید آپ کے اردگرد موجود لوگ آپ کے رویہ سے بہت زیادہ متاثر نہ ہوں۔ اور وہ آپ کے عقیدہ کے اختلاف سے قطع نظر آپ کے رویہ اور آپ کی عدم برداشت کی وجہ سے آپ کی عزت نہ کریں۔

عدم برداشت کم زور ضمیر کی علامت ہے اور یہ لوگوں کو ٹھوکر کھلانے کا سبب بنتی ہے۔ (زبور ۱۱۹:۱۶۵)

’’تیری شریعت سے محبت رکھنے والے مطمئن ہیں۔

اُن کے لیے ٹھوکر کھانے کا کوئی موقع نہیں۔‘‘

جو لوگ فوراً طیش یا غصہ میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں عام طور پر لوگ اُن کی عزت نہیں کرتے۔ عاجزانہ معافی مانگنے سے عزت کو دوبارہ بحال کیا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ تر لوگ ایسا نہیں کرتے کیوں کہ اُن کو لگتا ہے کہ اُن کا غصہ جائز ہے۔ جب پولس کم زور ضمیر کی بات کرتا ہے تو اِس سے اُس کا یہی مطلب تھا۔ یہ بڑی آسانی سے ہمیں برہم کر دیتا ہے۔ اِس سے پہلے کہ ہم اپنی خدمت میں دُوسروں بشمول کلیسیا کے لیے فائدہ مند ہو سکیں ہمیں لازماً ایک مضبوط ضمیر کی ضرورت ہے جو بتوں کو قربان کیے جانے والے کھانوں سے دل گیر نہ ہو۔

ایک بار جب آپ اپنی بیابانی تربیت مکمل کر لیں اور آپ کا ایمان مضبوط ہو جائے اور آپ سچائی کو جان جائیں اور آپ یہ بھی جان جائیں کہ لوگوں کو محبت سے کس طرح سچائی سکھائی جاتی ہے تو آپ دُنیا میں واپس آ سکتے ہیں اور بائبل کے کسی بھی ایسے پیغام کو سن سکتے ہیں جس میں منادا اپنے دل کے بتوں کو قربانی پیش کرتا ہے، تب یہ آپ کو ناپاک نہیں کرے گا۔ دراصل آپ ہر وقت خُدا کی آواز سن رہے ہوں گے، یہاں تک کہ ناپاک قربانیوں کے درمیان بھی آپ خُدا کی اُس آواز کو سن سکتے ہیں جو آپ نے پہلے کبھی بھی نہیں سنی۔

باب ٦

جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی

متی کی انجیل کے پندرھویں باب میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو یہی سبق دیا۔ اِس باب کا آغاز بزرگوں کی روایت پر بحث سے ہوتا ہے۔ فقیہوں اور فریسیوں نے یسوع سے پوچھا کہ اُس کے شاگرد کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ کیوں نہیں دھوتے۔ اُن کو گندگی یا جراثیموں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اُن کی روایت تھی کہ وہ کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے تھے۔ ایسا کرنے کے لیے وہ اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے، جیسے موسیٰ کے خیمہ اجتماع میں مقدس برتنوں اور دُوسری چیزوں کو پانی چھڑک کر پاک کیا جاتا تھا۔

یسوع کا جواب تھا کہ فقیہی اور فریسی خُدا کی شریعت سے زیادہ اپنی روایات کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اصل میں اُن کی روایات خُدا کی شریعت کی نفی کرتی ہیں۔

> ''پھر اُس نے لوگوں کو پاس بلا کر اُن سے کہا کہ سنو اور سمجھو۔ جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔''
>
> (متی ۱۵:۱۰۔۱۱)

یسوع اصل میں مادی خوراک کے بارے میں بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ الٰہی شریعت کے برعکس انسانی روایات کے متعلق بات کر رہا تھا۔ آدمیوں کی روایات جو فقیہوں اور فریسیوں کے منہ سے نکلتی تھیں وہ اُنھیں ناپاک کرتی تھیں۔ بزرگوں کی اُن روایات کو حزقی ایل کی کتاب میں نجاست کہا گیا ہے۔ دراصل حزقی ایل ''نجاست'' کی اصطلاح کو ''بت'' کے معنوں میں استعمال کرتا ہے۔ اِس اصول کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب The law of Wormwood and Dung میں بات کی ہے۔

بعد میں یسوع نے متی ۱۵:۱۶۔۲۰ میں اپنے شاگردوں کو سمجھایا کہ جو بھی رُوحانی خوراک آپ کھاتے ہیں پیٹ میں عمل (جاننا، پہچاننا) کرتی ہے اور جو ہضم نہیں ہوسکتا بے ضرر طریقہ سے نجاست کی طرح خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اصل مسئلہ اُس وقت ہوتا ہے جب کھانا عمل کرنے اور نجاست میں تبدیل ہونے کے بعد منہ

سے واپس آتا ہے اور لوگوں تک بہ طور انسانوں کی روایات پہنچتا ہے۔

ہمیں اتنا بالغ ہونا چاہیے کہ ہم ہر قسم کا کھانا کھانے کے قابل ہو سکیں، یہاں تک کہ وہ کھانا بھی جو بتوں کو قربانی کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ جو بھی چیز ہضم نہیں ہو سکتی وہ نجاست کی طرح خارج ہو جائے گی اور وہ ہمیں متاثر نہیں کرے گی۔ لیکن اگر ہمارے معدے کم زور ہیں تو شاید ہم اُنھیں باہر خارج کر دیں گے اور اپنی ہی روایات گھڑنا شروع کر دیں گے۔

کیا آپ میری بات سمجھ گئے؟ ہمیں دُنیا کے اُس کھانے سے ناپاک ہوئے بغیر جو بتوں کو قربان کیا گیا بہ طور میل ملاپ کے ایلچی دُنیا میں خُدا کا کام کرنے کے لیے واپس جانے کے قابل ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ہمیں واپس بھیج دیا گیا ہے اور ہمارا ایمان اور ہمارا ضمیر کم زور ہے تو دُنیا کے کھانے ہمیں ناپاک کر دیں گے۔ اِسی لیے خُدا ہمیں بیابان میں تربیت کے لیے لاتا ہے۔ بابلیوں، کنعانیوں، کسی دُوسری کلیسیا یا دُنیا کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہمیں ناپاک نہیں کرتا۔ یسوع اپنی پوری زندگی ہر طرح کے لوگوں سے رابطہ میں رہا۔ اُس نے ہر طرح کے گناہ گاروں کے ساتھ ناپاک ہوئے بغیر تعلق قائم کیا۔ لیکن فریسی ایسا نہ کر سکے، کیوں کہ اُن کا ضمیر کم زور تھا۔ وہ اُن تمام گناہ گاروں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یسوع نے گناہ گاروں کے ساتھ کھایا پیا۔ اُسے ایسے کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ ایسا کیوں تھا؟ کیا اِس لیے کہ گناہ گار راست باز تھے؟ بالکل نہیں۔ اُس نے اُن کے مسئلہ کو جانا، لیکن یسوع اُن کے ساتھ کھانا کھانے کے قابل تھا اور وہ ناپاک بھی نہ ہوا، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ ابھی تک اُن روایتوں پر یقین رکھتے تھے جو دل کی بت پرستی تھیں۔

باب ۷

محبت سے سچ بولنا

جو کچھ لوگ کہتے یا سکھاتے ہیں وہ ہرگز ناپاک نہیں کرتا۔ جو ہمارے منہ سے نکلتا ہے صرف وہی ہمیں ناپاک کرتا ہے۔لیکن جب ہمارا ضمیر (معدہ) کمزور ہے تو ہمیں اکثر کلیسیا سے بیابان میں ایک الگ تھلگ زندگی گزارنے کے لیے بلایا جاتا ہے۔ یہ کلیسیا کو اتنا ہی محبت سے سچ بولنے کی نااہلی سے محفوظ رکھتا ہے جتنا ہمارے ضمیر کو ناپاک ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ وہ کچھ دیر کے لیے ہمیں الگ کرتا ہے، کیوں کہ کلیسیا کو ایسے گھمنڈی غالب آنے والوں سے خُدا کی پناہ کی ضرورت ہے جو کلیسیا کو سچائی سے زدوکوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیا یہ ایک مشکل لفظ ہے؟ جی ہاں، آپ کو لازمی موسیٰ کی طرح اِس بات کو جاننا چاہیے کہ خُدا ہی ہے جو سچائی کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی آنکھوں کو بند کر دیتا ہے۔ وہ اُن کے سچائی جاننے کے متعلق اتنا فکرمند نہیں جتنے کہ آج کل ہم ہوتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہے کہ ہم سچائی کو جاننے کے لیے اُنھیں فوراً مجبور کریں۔ اور اِس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں لازماً زبردستی اُن کی آنکھیں کھولنی چاہئیں، چاہے اُن کی جان نکل جائے۔ اگر آپ کسی سوئے ہوئے شخص کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کریں گے تو کیا وہ آپ کو برکت دے گا؟ یقیناً نہیں۔ وہ آپ کے منہ پر طمانچہ مارے گا اور آپ کو بُرا بھلا کہے گا۔

چوں کہ خُدا نے اُن کی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اِس لیے ہمیں خُدا سے پوچھنا چاہیے جس نے اُن کی آنکھیں بند کی ہیں۔ تاکہ ہم محبت سے اُن کو خُدا کا کلام سنائیں۔ ہمیں خوش خبری سنانے کے لیے بلایا گیا ہے، لیکن صرف رُوح القدس ہی سچائی کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے (یوحنا ۱۶: ۱۳)۔ جن لوگوں کے کان رُوح القدس نے ابھی تک نہیں کھولے اُن کو زبردستی سچائی کے بارے میں مت بتائیں۔ اگر وہ اُس سچائی کو سن بھی لیں گے تو وہ اُس پر عمل کرنے یا اُس پر یقین کرنے سے قاصر ہوں گے۔ آپ ایک ایسا کلام اُن کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہوں گے جس پر عمل کرنا اُن کے لیے ناممکن ہوگا، اور وہ مزید ملامت کا شکار ہو جائیں

گے۔ اگر خُدا خود ایک ہی وقت پر سچائی سب پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تو ہم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ کسی بھی ایسے کام کو کرنے کی ذمہ داری نہ لیں جس کو کرنے کا ذمہ خُدا نے خود لیا ہوا۔ ہم رُوح القدس کا ایک ناقص متبادل بناتے ہیں۔

اگر ہم صرف وہی کریں جو ہم اپنے باپ کو کرتا دیکھتے ہیں اور صرف وہی کہیں جو اُسے کہتا سنتے ہیں تو ہم اُن اندھوں اور بہروں کو اُس وقت تک تنہا چھوڑ سکیں گے جب تک خُدا اُن کی آنکھوں اور کانوں کو نہیں کھولتا۔ پھر بھی ہمیں ہمیشہ محبت سے سچائی کو سنانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگر ہم یہ معافی اور حقیقی فکرمندی سے کرتے ہیں تو بہت سے فوراً جان لیں گے۔ وہ معموماً کلام کو ردّ کر دیتے ہیں کیوں کہ یہ محبت سے نہیں پیش کیا جاتا۔ اِسے حقیقت میں مسترد کیا جاتا ہے کیوں کہ اُن کے معدے اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ وہ غلط رویے کے ساتھ بولے گئے سچ کو سنبھال سکیں۔

میں نے بہت سے لوگوں سے بات کی جنہوں نے مجھے بتایا کہ اُنھوں نے اپنے پڑوسیوں کو سچائی کے بارے میں بتانے کی کوشش کی۔ لیکن اُن کی بات پر دھیان نہ دیا گیا۔ ایک شخص نے کہا، ''میں نے اپنے پاسٹر کو سچائی کے بارے میں بتانے کی کوشش کی، لیکن مجھے نکال دیا گیا'' شاید اِس میں اُن لوگوں کا قصور نہیں جنھوں نے سچائی کو مسترد کیا۔ وہ اُس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تک خُدا اُن کی آنکھیں نہیں کھولتا۔ شاید نکال دیا جانا کسی اور غالب آنے والے کو مزید تربیت حاصل کرنے کے لیے خُدا کا طریقہ ہو۔

دُوسری طرف اگر ہم رُوحانی ہیں، اگر ہم بیابان میں رہ رہے ہیں، اگر ہم خُدا کے ساتھ الگ ہیں اور اُس کی آواز کو سنا ہے، تو پھر ہم وہی ہیں جو مزید بالغ ہونے، محبت کرنے والا ہونے، معاف کرنے والا ہونے اور اُن کو محبت سے سچائی کی خدمت کرنے کے قابل ہیں۔ عام طور پر ہم خُدا سے بھی زیادہ پُرجوش ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بے صبر ہو جاتے ہیں لیکن اگر ہم حقیقت میں ایمان رکھتے ہیں کہ خُدا حاکم مطلق ہے تو ہم اُس کے تابع رہیں گے اور صرف وہی کریں گے جو اپنے باپ کو کرتے دیکھتے ہیں، اور وہی کہیں گے تو اپنے باپ کو کہتے سنتے ہیں۔ تو ہم خُدا کے ''آمین'' اور صرف اُسی کی آواز کی گونج ہوں گے، بالکل جیسے یسوع نے کیا (یوحنا ۵:۱۹؛ مکاشفہ ۳:۱۴)۔

باب ۸

پینتکست سے آگے

بنی اسرائیل پہلی فسح کے موقع پر مصر پر نکلے (خروج ۱۳: ۳،۴)۔اُنھوں نے مصر کو چھوڑا اور کوہِ سینا پر پینتکست کے لیے بیابان میں آئے۔اُنھوں نے عیدِ خیام پر وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونا تھا، لیکن وہ اپنے ایمان کی کمی کی وجہ سے اُس میں داخل نہ ہو پائے۔

اسرائیل کا وعدہ کی سرزمین کی طرف سفر ہم سب کے لیے ایک تاریخی تمثیل ہے۔تقریباً اسرائیل کی تمام بیابانی تربیت سینا سے کنعان تک پینتکست کے دور کی عکاسی کرتی ہے۔ اِس میں ہم دیکھتے ہیں کہ بیابان مقامِ پینتکست ہے۔پینتکست کو اعمال ۷: ۳۸ میں ''بیابان کی کلیسیا'' کہا گیا ہے۔اِس لیے پینتکست خود اختتام نہیں بلکہ اختتام کا ایک مقصد ہے۔پینتکست کا مقصد خیموں کی عید ہے۔پینتکست کے زمانہ کا خاتمہ تاریخ کا خاتمہ نہیں ہے؛ یہ ایک حیرت انگیز نئی خدمت کا آغاز ہے۔یہ ایک نئے عہد کی خدمت ہے جو الٰہی منصوبہ میں تمام چیزوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا شروع کر دے گی۔

میرا ایمان ہے کہ عیدِ خیام کا تجربہ پینتکست سے آگے جانا ہے جہاں ہم حقیقت میں وعدہ کی سرزمین میں واپس آنے کے قابل ہوں گے اور اُس جلالی بدن کو حاصل کریں گے جو آدم کے گناہ کرنے کی وجہ سے ہم نے کھو دیا تھا۔یہ ہماری حقیقی میراث ہے، بدن زمین کی خاک سے بنایا گیا لیکن پھر بھی جلالی تھا۔پولس کہتا ہے کہ ہم سب بدل جائیں گے (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱۵)، لیکن اِس کے باوجود وہ نہیں جانتا کہ اُس دن ہم کس بدن میں ظاہر ہوں گے (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۵)۔ اِس کے باوجود پولس جانتا تھا کہ اِس کو ظاہر کرنے کے لیے ہمارے پاس کم از کم دو مثالیں ہیں کہ ہم کیسے ہوں گے۔اولاً، موسیٰ کا چہرہ جلالی تھا (۲۔کرنتھیوں ۳: ۷)،لیکن یہ ایک دھندلا جلال تھا کیوں کہ وہ ایک ایسی چیز کا تجربہ کر رہا تھا جو بے وقت اور مسیح کی آمد سے پہلے تھا۔ثانیاً، مسیح خود شاگردوں پر سورج کی طرح چمکا جب پہاڑ پر اُس کی صورت تبدیل ہوگئی (متی ۱۷: ۲)۔

یہ ہماری میراث اور ہمارے وعدہ کی سرزمین ہے۔لیکن اُس شان دار دن تک ہم پینتکست کے سورج کو

غروب ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ پرانا جا رہا ہے اور نیا طلوع ہو رہا ہے۔ ساؤل کم زور سے کم زور ہوتا جا رہا ہے، جب کہ داؤد مضبوط سے مضبوط ہوتا جا رہا ہے (۲۔سموئیل ۳:۱)۔ دریں اثنا، جیسے ہی ہم خمسینی بیابان میں سے گزرتے ہیں تو ہم اپنے دلوں میں خُدا کی شریعت کو سیکھتے ہیں۔ وہ اُنھیں ہمارے دلوں پر لکھ رہا ہے، تا کہ ہم سب چیزوں کی خدمت اور انصاف کر سکیں۔ وہ اپنی شریعت ہمارے دلوں پر لکھ رہا ہے تا کہ ہم دُوسروں کی خدمت کرنا سیکھ سکیں۔

عیدِ خیام پر رُوح کے نزول کا ایک تازہ مسح ہونے والا ہے، جسے دُنیا نے کبھی نہیں دیکھا، ما سوائے دھندلی حالت اور دُور سے۔ یہ پینتکست سے کہیں زیادہ عظیم تر ہو گا، یہ وہ جگہ ہے جہاں آخر کار ہمیں مکمل اختیار، مسح اور اُس کام کو مکمل کرنے کا موقع مل سکتا ہے جس کے بارے میں اُس نے کہا کہ وہ کرے گا۔ وہ اُس کام کو ہمارے وسیلہ کرنے جا رہا ہے۔ یہی ہماری تربیت کا مقصد ہے۔

بیابانی تربیت کا مقصد بچے کی اُس راہ پر تربیت کرنا ہے جس پر اُسے جانا ہے وہ بوڑھا (تربیت یافتہ بالغ) ہو کر بھی اُس سے نہیں مڑے گا۔ اگر خُدا اپنے کام کو مکمل طور پر بہ طور کامل باپ کرتا ہے تو جب یہ ختم ہو جائے گا تو وہ اپنے بیٹوں کو پختگی میں لائے گا۔

اُس نے یہ کام شروع کیا اور وہ اُسے ختم کرے گا۔ وہ ہمارے ایمان کا بانی ہے اور اُسے مکمل کرے گا۔ وہ اِس بات کا ذمہ دار ہے کہ ہمیں سخت تجربات کے وسیلہ پروان چڑھائے۔ اکثر وہ ہمیں نظم وضبط سکھاتا ہے، لیکن اِن تمام باتوں کا مقصد ہماری اصلاح کرنا ہوتا ہے۔ خُدا کی شریعت نظم وضبط کے اُس کے مقصد کو پورا کرتی اور ہمیں فرزندیت اور پختگی میں لاتی ہے۔ شریعت آپ کو بچا نہیں سکتی اور نہ ہی آپ کو راست باز بنا سکتی ہے؛ خُدا ہمیں سکھانے اور پختہ کرنے کے لیے شریعت کو ہی استعمال کرتا ہے (گلتیوں ۳:۲۴)۔ پھر بہ طور بیٹے فرزندیت کی بھرپوری ہمیں اجز اور میراث کے طور پر ملے گی جہاں ہم مسیح کے ساتھ مکمل طور پر اُس کے ہم میراث بن جائیں گے۔

باب ۹

اِن سے بھی بڑے کام

میرا ایمان ہے کہ دُنیا ایسے معجزات دیکھے گی جو اُس نے پہلے کبھی نہیں دیکھے ۔ وہ بڑے کام جن کے بارے میں یسوع نے کہا کہ وہ ہو جائیں گے (یوحنا۱۴:۱۲)۔ اِس کے نتیجے میں رُوحوں کی ایک بہت بڑی فصل کی کٹائی ہوگی جسے دُنیا نے کبھی بھی نہیں دیکھا۔ زیادہ تر مسیحی یہ سوچتے ہیں کہ فصل کٹ چکی ہے، لیکن وہ اِس بات کو جانیں گے کہ یہ ابھی محض شروع ہی ہوئی ہے۔

غالب آنے والوں کے پاس ہزار سال ہیں جس میں دُنیا کو سکھایا جائے گا۔ آنے والے زمانہ میں قومیں خُداوند کی شریعت کو سیکھنے کے لیے آسمانی یروشلیم میں کوہ صیون کی طرف آئیں گی (یسعیاہ۲:۲۔۴)۔ اُنھیں پرانے یروشلیم میں مادی ہیکل کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہوگی، کیوں کہ مسیح غالب آنے والوں میں ظاہر ہوگا جو اُس کا مقدس ہوں گے، کیوں کہ عبرانیوں ۱۲:۲۲ میں لکھا ہے کہ نیا صیُّون پرانا صیُّون نہیں ہے، اور نہ ہی نیا یروشلیم پرانا شہر ہے۔

صیُّون داوٗد کا شہر ہے جہاں اُس نے اسرائیل پر حکمرانی کی۔ جو لوگ پہلی قیامت میں شامل ہوئے داوٗد کے گروہ سے ہیں جن کو حکمرانی کرنے کے لیے بلایا گیا ہے (مکاشفہ۲۰:۴۔۶)۔ اِس کی بنیاد نسب پر نہیں بلکہ یسوع مسیح کے کردار اور رشتہ پر منحصر ہے۔ کسی کو بھی داوٗد کی طرح ہونا لازم ہے، "جو اُس کے دل کے مطابق ہے۔"

ملکِ صدق کا ایک نیا سلسلہ ہوگا جو کہانت اور حکمرانی کو یکجا کر دے گا، یہاں تک کہ اُس میں یسوع مسیح بادشاہ اور سردار کاہن دونوں ہوگا۔ "ملک" کا مطلب بادشاہ ہے۔ "صدوق" کا مطلب راست بازی ہے اور اِس کا ذکر سلیمان "سلامتی کا شہزداہ" کے ماتحت سردار کاہن کے طور پر کیا گیا ہے۔ سلیمان کی حکمرانی یروشلیم "امن کا شہر" میں امن کی حکمرانی کی تصویر کشی کرتی ہے۔

اِس لیے اگر آپ نئے یروشلیم کا حصہ ہیں تو آپ کوہِ صیُّون کا بھی حصہ ہیں، لوگ آپ کے پاس آئیں

گے اور پوچھیں گے ''خُدا کیا کہتا ہے؟'' آپ نہ صرف اُن کو یہ بتانے کے قابل ہوں گے کہ خُداوند کا کلام کیا ہے، بلکہ آپ اُن کو یہ بھی سکھائیں گے کہ وہ خود کیسے اپنے لیے کلام کو سن سکتے ہیں، آپ اُنھیں الٰہی شریعت کے بارے میں سکھائیں گے اور مسیح کی عقل کے مطابق انصاف کریں گے۔ اور جیسے ہی وہ اپنے لیے رُوح کی آواز کو سننا سیکھ جائیں گے یہ شریعت اُن کے دلوں پر لکھی جانی شروع ہو جائے گی وہ صرف اِسے ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ باطنی طور پر بھی سنیں گے۔ صرف اُن کے اعمال ہی تبدیل نہیں ہوں گے بلکہ اُن کے دل اُن کی فطرت بھی تبدیل ہو جائے گی، جب تک سب اُس جگہ پر نہ آجائیں جہاں وہ مسیح کی عقل کو پہن لیں گے اور اُس کے کردار کو ظاہر کریں گے۔

مصنف کے بارے میں
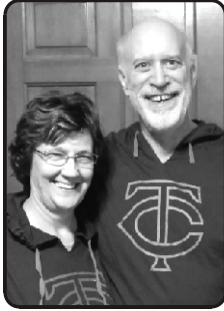
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا میں تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ کی ملاقات اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ہوئی۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔ بعد ازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علمِ الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک بہ طور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلامِ خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔اِس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔۱۹۹۳ءتک آپ اِس مطالعہ میں محو رہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن آپ کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔آپ نے ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلامِ مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

مترجم کے بارے میں

آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئر نگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ ۲۰۲۲ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم فل کی ڈگری مکمل کی۔ مارچ ۲۰۲۳ء میں آپ نے اسلام آباد سے اپنی پی ایچ ڈی (اُردو) کی ڈگری کا آغاز کر دیا۔

۲۰۰۶ء میں آپ نے اپنے مسیحی تعلیم کے سفر کا آغاز کیا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبیٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔ مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور وننگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونی ورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔